www.KitaboSunnat.com

مقالات

ڈاکٹر طاہرہ بشارت☆

آنحضور ﷺ کا طرزِ حکمرانی، سیاست کا بے مثل نمونہ

نبی کریم ﷺ کی اصل حیثیت تو اللہ کے رسولؐ ہونے کی ہے۔ اور آپ کے طرزِ عمل میں سب سے گہرا رنگ وحی کی صورت میں اللہ سے رہنمائی لینے اور اس کو عمل میں لانے کا ہے۔ اس اعتبار سے جب ہم مسلمان نبی اکرم کے مختلف کرداروں کا جائزہ لیتے ہیں تو اسی بنیادی حقیقت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے ہر معاملہ کو اللہ کی طرف سے ہدایت کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور ان زمینی حقائق کی جستجو میں نہیں پڑتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے طور پر تمام امورِ دنیا میں جاری کر رکھی ہے کہ وہ ہر کام کی تکمیل عموماً واقعاتی بنیادوں اور وسیلوں کے ذریعے ہی کرتا ہے۔
ایمان واعتقاد کے لئے تو اسی رویہ کی ضرورت ہے لیکن اگر حیاتِ مبارکہ سے اس دور کے واقعات کی درست انجام دہی کے واقعاتی حقائق بھی تلاش کر لئے جائیں تو اس طرح آپ کے طرزِ عمل کی تشریح مزید آسان اور اس کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی اکرم کا اسوۂ مبارکہ آپ کی ہر حیثیت (قاضی، حاکم، سپہ سالار وغیرہ) میں مسلمانوں کے لئے راہِ ہدایت اور ذریعہ نجات ہے۔ زیر نظر مضمون میں بھی نبی اکرم کی ایک حیثیت کا مختصر مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ (حسن مدنی)

نبی کریم ﷺ کی ذات میں ایک حاکم و فرمانروا، سیاست دان اور عظیم مدبر و منتظم سب کی خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ قرآنِ کریم کی متعدد آیات اس مضمون کو بیان کرتی ہیں کہ آپ اللہ کی جانب سے مقرر کردہ حاکم ہیں اور یہ منصب آپ کو بحیثیت رسول اللہ عطا ہوا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہے کہ آپ ریاست قائم کر کے اس کے حاکم و مدبر اور منتظم از خود بن بیٹھے ہوں یا لوگوں نے منتخب کر کے آپ کو اپنا فرمانروا بنا دیا ہو۔

آپ ﷺ کی فرمانروائی رسالت سے ہٹ کر کوئی علیحدہ شے نہیں ہے اور بطورِ حاکم آپ کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے۔ آپ کی بیعت سے منحرف ہونا در اصل اللہ کی حاکمیت کا انکار کرنا ہے۔ یہ بات بھی آپ نے ہی ہمیں بتائی ہے کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے ہٹ کر کوئی اطاعت نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے حکم اور اس کی ہدایات کے تابع ہی ہے۔ رسول جو منصب رسالت کا امین ہوتا ہے، اپنی اطاعت کروانے نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت کا مکمل پروگرام پہنچانے کا مشن لے کر اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم موجود ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ [1]

”ہم نے ہر رسول کو صرف اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے“

☆ اسسٹنٹ پروفیسر ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اطاعت کا ذکر کیا: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۲)

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے گویا اللہ کی فرمانبرداری کی''

اسی طرح نبی کریم کے ہاتھ پر بیعت کو اللہ نے اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ﴾ (۳)

''اے نبی ﷺ! بلا شبہ جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں، وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں''

قرآن کریم میں ایک جگہ بطورِ قاضی وحاکم نبی اکرم کی اطاعت کی اس طرح اہمیت بیان کی گئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾ (۴)

''کسی مؤمن مرد و عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے میں فیصلہ فرمادیں تو اس کو اپنے کی امر میں اختیار باقی رہ جائے۔ اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی مخالفت کو اپنے اعمال کو برباد کرنے کے مترادف بتایا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (۵)

''اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو''

قرآن پاک کے ان تمام ارشادات سے منصبِ رسالت کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ یہی قرآن کی بیان کردہ خصوصیات و حیثیتیں ہیں جن کے پیش نظر صحابہؓ نے آپ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ کیا۔ قرآنِ پاک نے حضورِ اکرم ﷺ کی ذات کو منبع شریعت کی حیثیت سے پیش کر کے بتلایا ہے کہ محمد ﷺ کے تمام مناصب رسالت سے ہی جڑے ہوئے ہیں اور ان کو آپس میں جدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات قرآن کے ساتھ دوسرا مصدرِ قانون ہے جہاں سے احکام شریعت ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ بحیثیتِ سیاست دان و حکمران یہی آپ کی سب سے بڑی خوبی و نشانی ہے۔ (۶)

نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں آن کر رسالت کے ساتھ فرمانروا اور حکمران کی حیثیت سے مدنی زندگی کا آغاز کیا کیونکہ مکہ میں آپ ﷺ کی حیثیت حکمران کی سی نہ تھی اور نہ اقتدار وہاں آپ کے پاس تھا۔ آپ نے اللہ کی ہدایات کی روشنی میں اپنے حسن تدبر اور حسن انتظام سے مدینہ میں مثالی سلطنت اور ایسا مثالی معاشرہ قائم کیا جو بھائی چارے، اخوت، ہمدردی محبت، ہمدردی اور ایثار میں اپنی مثال آپ تھا۔ آپ ﷺ کی سیاست میں حکمت اور دور اندیشی نمایاں تھی۔ آپ ﷺ مذہب کے ساتھ ساتھ ریاست کے بھی سربراہ تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی اکیلی شخصیت میں دینی و دنیاوی ہر دو قسم کا اقتدار جمع تھا۔ لیکن نہ تو آپ ﷺ کو پوپ (عیسائیوں کا سب سے بڑا رہنما) کا سا جھوٹا غرور تھا اور نہ ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیصر کی طرح کی کوئی فوج آپ ﷺ کے پاس تھی۔ (۷)

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی عظیم مدبر و منتظم بھی تھی اور آپ کی مکی زندگی میں قبل از نبوت دو واقعات آپ کی سیاست اور اجتماعی شعور و تدبیر کی بہترین مثال ہیں۔ ان میں سے پہلا واقعہ تو حِلف الفضول کا ہے۔ جس کے متعلق نبی کریم ﷺ فخریہ یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ میں اس معاہدے میں شریک تھا۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ کے سیاسی تدبر کی دوسری شہادت حجر اسود کے نصب کرنے کا واقعہ ہے (۹) جب سب نے اس کو نصب کرنے میں اپنا اپنا حق تفوق پیش کیا تھا۔ اس وقت اختلاف و منافرت کی جو آگ کتنے ہی خرمنوں کو خاکستر کرنے والی تھی وہ آپ ﷺ کے تدبر سے بجھ گئی اور اہل مکہ پر آپ کی عظمت کے ساتھ ساتھ آپ کی فراست بھی واضح ہو گئی۔ (۱۰)

محمد علی کرد آپ ﷺ کے تدبر اور سیاسی بصیرت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> "نبوت سے پہلے ہی وہ (اہل مکہ) آپ ﷺ کو 'الامین' کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی امانت و مروّت کو اور آپ کی صداقت اور آپ کے حسن معاملت کو دیکھا اور مبعوث ہونے سے پہلے اکثر اوقات آپ اپنی حکمت سے ان کے پیچیدہ مسائل کا صحیح حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپ حلف الفضول میں بھی حاضر تھے جب تمام قبائل آپ کے فیصلے پر ہنسی خوشی راضی ہوگئے۔ وہ اپنے فعل پر خود حیران تھے کہ انہوں نے عمر میں اپنے سے چھوٹے اور مال میں اپنے سے کمتر کی اطاعت کی۔ اس طرح ان سب نے تب ہی آپکو خود پر حاکم و رئیس تسلیم کر لیا تھا" (۱۱)

اعلانِ نبوت کے ساتھ ہی آپ ﷺ کی حیثیت قائدِ تحریک کی ہو گئی۔ جس پر مخالفتوں کے طوفان اٹھے اور مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے۔ معاشرتی مقاطعہ ہوا، اور رفقا کے لئے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ لیکن آپ نے کاروانِ شوق کو اپنی پیغمبرانہ بصیرت و تدبر اور تائید ایزدی کے ذریعے بچا لیا۔ اگر آپ کی سیاسی پالیسی و فراست میں ذرّہ بھر کمی ہوتی تو مکہ میں تصادم ہو جاتا اور مٹھی بھر مسلمان ختم ہو جاتے۔ (۱۲)

آپ ﷺ نے انتہائی حکمت سے نامساعد حالات میں اپنی دعوت کو وسعت دی اور اپنے تدبر سے قریش کی ہر تدبیر اور رکاوٹ کو ناکام بنا دیا۔ آپ کے سیاسی تدبر میں تائیدِ الٰہی کا عنصر حاوی ہوتا۔ اسلام کی دعوت کو پھیلانے میں، مختلف قبائل تک جانے اور عمومی اندازِ تخاطب اختیار کرنے کے تمام پہلو آپ کی فراست کی بین دلیل ہیں۔ وحی الٰہی کی ہدایت اور پیغمبرانہ بصیرت اپنا کام مسلسل سرانجام دیتی رہی۔ سیاسی نقطہ نظر سے جب آپ نے یہ دیکھا کہ مکہ تحریک کے لئے اچھا مرکز نہیں ہو سکتا تو آپ نے گرد و پیش پر نگاہ دوڑائی اور مکہ سے باہر اپنی مرکزیت و اجتماعیت اور مسلمانوں کی سیاسی حیثیت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے پہلے حبشہ کی جانب اور پھر خود مدینہ کی جانب ہجرت کی اور مکی دور میں اہل یثرب کی بیعتیں بھی اسی سیاسی پالیسی کے زمرے میں آتی ہیں۔ (۱۳)

آپ کی ہجرت دور رس سیاسی اثرات کی حامل رہی۔ آپ ﷺ کی صبر واستقامت کی پالیسی اور اپنی قوت کو ایک مرکز پر مجتمع کرنا اور کفار کے لئے ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ آپے سے باہر ہو کر جارحیت کی روش اختیار کریں، آپ کے سیاسی تدبر کی بہترین مثالیں ہیں۔

(۱) مؤاخاتِ مدینہ: بحیثیتِ سیاستدان آپ ﷺ کے تدبر و فراست کی عملی آزمائش مدینہ میں پیش آئی کہ آپ نے انتہائی مشکل حالات میں اپنی خداداد بصیرت سے سلامتی کی راہیں نکال لیں۔ مدینہ میں آپ نے شہریت کی کامل تنظیم کا آغاز کیا جس میں آپ کو منتظم ریاست کا درجہ حاصل ہو گیا۔ مستحکم معاشرت اور پرسکون اجتماعیت کے لئے آپ نے شاندار اقدامات کئے۔ آپ ﷺ نے مدینہ میں قیام کے ساتھ ہی ایسے اقدامات کئے جن سے آپ کی سیاسی حیثیت اُبھر کر سامنے آگئی۔ (۱۴) لیکن آپ ﷺ کے تمام اِقدامات کا واحد منشا یہ تھا کہ اصل حکومت اور راج اللہ کا ہی ہو۔ (۱۵)

اس کے بعد دوسرا مسئلہ مسلمانوں کی آباد کاری کا تھا۔ مدینہ میں مسلمانوں کی عددی اکثریت تھی اور انصارِ مدینہ کا ایک مضبوط گروہ تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آنے والے مہاجر مسلمانوں میں اور انصار میں ہم آہنگی، یکجہتی اور استحکام کا سا بڑا مسئلہ آپ نے اپنی سیاسی حکمت عملی سے طے کیا اور مسلم معاشرت کی بنیاد اس مؤاخات کے اصول پر مضبوط کر دی جو انصار و مہاجرین کے مابین طے کی گئی تھی۔ (۱۶) یہ آپ ﷺ کی حکمت کی سب سے اہم مثال ہے۔ جس سے مسلم معاشرے میں استحکام ہوا اور اسے جارحیت کے خلاف مجتمع ہو کر لڑنے میں مدد دی۔ بحیثیتِ حکمران آپ کی فکر بے مثال تھی۔ جسے آپ نے ایک نئی فکر کی طرح اس دِقت نظری اور دور اندیشی کے بعد قائم کیا کہ اربابِ دانش کو آپ ﷺ کی اصابتِ فکر کے سامنے سر جھکائے بنا چارہ نہ رہا۔ مدینہ میں قائم ہونے والے اس جدید مستقر کو آپ نے ایسی وحدت میں منسلک کر دیا جو آج تک عرب کے وہم وخیال میں بھی نہ آسکتی تھی۔ (۱۷)

مؤاخاتِ مدینہ سے رسول ﷺ کو کافی اطمینان حاصل ہو گیا۔ کیونکہ مدینہ کے منافقین اُوس اور خزرج قبائل میں پھوٹ ڈالنے کے لئے تدابیر کر رہے تھے۔ اسی طرح مدینہ میں منافقوں نے مہاجر و انصار کے مابین اختلاف و منافرت پھیلانے کی مہم بھی شروع کر رکھی تھی مگر معاہدہ مؤاخات نے ان کی چالیں ختم کر دیں۔ (۱۸) ان حالات میں اس معاہدۂ مؤاخات کی حکمت اور سیاست کی اہمیت تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ مسلمانوں کے درمیان منافق عبداللہ بن اُبی کی وجہ سے اختلاف پھیلایا جارہا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی آمد کے وقت بادشاہ بننے والا تھا۔ آپ ﷺ کی فراست وسیاست ہی تھی جس نے منافقین و یہود کی تمام ریشہ دوانیوں کے خلاف مسلمانوں کو سیسہ پلائی دیوار بنادیا۔ (۱۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) میثاقِ مدینہ: نبی کریم ﷺ کی سیاسی پالیسی کی دوسری اہم مثال میثاقِ مدینہ ہے۔ مؤاخات میں آپ ﷺ نے اہالیانِ مدینہ کو مستحکم کیا۔ اب اہل مدینہ کو بیرونی خطرات سے بچانے کے لئے مسلم و غیر مسلم کو خاص نکتے پر جمع کیا کیونکہ یہ اس وقت کی شدید ضرورت تھی کہ اہل مدینہ خواہ مسلم ہوں یا یہود، متفق ہوں اور ان کے باہمی اختلافات کو ہوا نہ ملے اور بیرون مدینہ کے لوگ بھی مدینہ پر حملہ کرنے کی جراءت نہ کریں۔ آپ ﷺ کے سیاسی تدبر سے مدینہ کو حفاظت و سکون کے حالات میسر آئے۔ [۲۰]

نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں مرکزی نظام نہ تھا اور آپ ﷺ کی اس وقت متعدد فوری سیاسی ضرورتیں حسب ذیل تھیں:

۱۔ اپنے اور مقامی باشندوں کے حقوق و فرائض کا تعین

۲۔ مہاجرین مکہ کے توطن اور گزر بسر کا انتظام

۳۔ شہر کے غیر مسلم عربوں اور خاص کر یہودیوں سے سمجھوتہ

۴۔ شہر کی سیاسی تنظیم و فوجی مداخلت کا اہتمام

۵۔ قریش مکہ سے مہاجرین کو پہنچائے گئے جانی و مالی نقصانات کا بدلہ [۲۱]

انہی اَغراض و مقاصد کیلئے نبی ﷺ نے مدینہ آنے کے چند ماہ بعد ہی ایک دستاویز مرتب فرمائی جس کا مقصد شہر مدینہ کو پہلی دفعہ 'شہری مملکت' قرار دینا اور اس کا انتظام و دستور مرتب کرنا تھا۔ [۲۲]

اس دستاویز کے ذریعے جسے ڈاکٹر حمید اللہ فرض اور حکم قرار دیتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی شہری ریاست کو ایک مستحکم نظم سیاست دیا اور اس کے لئے خارجی مسائل سے نبٹنے کے لئے بنیاد قائم کی۔ [۲۳] اور اس سے آپ ﷺ کو ایک منتظم اعلیٰ اور سیاست دان و حکمران کی حیثیت ملی جو آپ کی زبردست کامیابی تھی۔ بقول محمد حسین ہیکل:

> "یہ تحریری معاہدہ ہے جس کی رو سے حضرت محمد ﷺ نے آج سے تیرہ سو سال قبل ایک باضابطہ انسانی معاشرہ قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں سے ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی، اَموال کو تحفظ کی ضمانت مل گئی، اِرتکاب جرم پر گرفت اور مؤاخذہ نے دباؤ ڈالا اور معاہدین کی یہ بستی (مدینہ) اس میں رہنے والوں کے لئے امن کا گہوارہ بن گئی۔ غور فرمایئے کہ سیاسی اور مذہبی زندگی کو ارتقاء کا کتنا بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ کہ جہاں سیاست اور مدنیت دونوں پر دستِ استبداد مسلط تھا اور دنیا فساد و ظلم کا معمل بنی ہوئی تھی وہاں باہم شیر و شکر اور ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون بن گئے۔" [۲۴]

یہ تاریخی معاہدہ تھا جو اپنے نتائج کے اعتبار سے بجائے خود فتح عظیم کی حیثیت رکھتا تھا اور جس تک قریش کو لانے اور اس سلسلے کے جملہ پر پیچ مراحل کو طے کرنے میں حضور ﷺ نے ایسی سیاسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت اور قائدانہ بصیرت کا مظاہرہ کیا۔ جس سے بعد والوں کو تا قیامت رہنمائی ملتی رہے گی۔ یہ مصلحت حضور ﷺ کی سیاست کا ایک بے مثل شاہکار ہے۔[۲۵]

میثاقِ مدینہ کو حکمت سے لاگو کرنے سے نبی ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد مضبوط کی۔ آپ کے پیشِ نظر اب صالح معاشرے کا قیام اور دینی حکومت قائم کرنا تھا۔ جس کا مقصد دعوتِ دین، اصلاحِ اخلاق اور تزکیۂ نفس تھا[۲۶] اور قرآن نے بھی اسلامی ریاست کا یہی مقصد بیان کیا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾[۲۷]

"یہ لوگ، اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں گے نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام کار اللہ کی طرف ہی ہے۔"

یہ آیت نبی ﷺ کی سیاست کی حکمت اور حکومت کے طریق کار کو متعین کرتی ہے۔ آپ کی قائم کردہ حکومت عصبیت و نسلی شعور کی جگہ دینی وحدت کی بنیاد پر قائم تھی جو منفرد پر حکمت ریاست تھی۔ منتظم سیاست وریاست کے طور پر آپ ﷺ کے کارناموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ اُمورِ داخلہ ۲۔ امورِ خارجہ[۲۸]

اُمورِ داخلہ

امورِ داخلہ میں آپ ﷺ نے خصوصی توجہ امن، استحکام اور اخلاقی تربیت کی طرف رکھی اور ان امور کو جس سلیقے سے ملحوظِ خاطر رکھا، وہ سیاسی تدبر و فراست کا بین ثبوت ہیں۔

نبی ﷺ کی حکمتِ عملی میں سب سے زیادہ اہمیت اشاعتِ اسلام کو حاصل تھی۔ آپ نے مدینہ میں تعلیم کے مراکز قائم کیے، مختلف علاقوں میں تربیت یافتہ معلم بھیجے۔ علومِ دینیہ کو فروغ دیا اور جن علاقوں کو فتح کیا، وہاں لوٹ مار اور قتل و غارت کی بجائے امن و آشتی کے اصولوں کو پیشِ نظر رکھا تاکہ تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام کا مبارک مشن آگے بڑھ سکے۔ فتح مکہ پر آپ ﷺ نے جس صبر و تحمل سے کام لیا، وہ اسی اشاعتِ اسلام کے جذبے کا اثر تھا۔[۲۹] اسی طرح طائف کے مقام پر جو مصائب برداشت کیے اور ان ظلم توڑنے والوں کے لئے جو دعاءِ رحمت کی وہ اسی مشن کی تکمیل تھی۔[۳۰]

اس کے بعد بطورِ حکمران و سیاستدان اگلا مرحلہ شہری ریاست کو اندرونی خلفشار سے بچانے اور اسے استحکام بخشنے کا تھا۔ جس میں نبی ﷺ نے مؤاخات کے علاوہ میثاقِ مدینہ اور دوسرے قبائل سے معاہدے کیے جس سے مخالفتوں میں کمی آئی۔ ان معاہدوں کی حکمت یہ بھی تھی کہ جو شخص، قبیلہ یا گروہ اور خاندان مسلمان ہو وہ مدینہ یا مضافاتِ مدینہ میں آ بسے تاکہ آبادی بڑھنے سے فوجی و سیاسی حالات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ ہوں۔(۳۱)

اس کے بعد نبی ﷺ نے ایک سیاسی تدبیر کی کہ نومسلموں کو اعزاز بھی دیئے۔ آپ نے پیغمبرانہ بصیرت سے انہیں معزز ہی رکھا اور اس اصول کو اس طرح بیان فرمایا:

"تم میں سے عہدِ جاہلیت کے معزز اسلام لانے پر بھی معزز ہی ہوں گے بشرطیکہ وہ دین اسلام کی سمجھ حاصل کرلیں" (۳۲)

نبی کریم ﷺ کی داخلی سیاست کا ایک اہم جزو احترامِ انسانیت تھا۔ آپ نے کشت وخون سے گریز کی پالیسی پر عمل کیا۔ اگرچہ آپ نے دفاع اور اسلام کی بلندی کے لئے جنگیں کیں لیکن ان کی نوعیت مختلف تھی۔ بقول ڈاکٹر حمیداللہ:

"عہد نبوی ﷺ میں دس سال میں دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جس کی آبادی یقیناً کئی لاکھ تھی۔ اس طرح روزانہ تقریباً ۲۷۴ مربع میل کے اوسط سے فتوحات ہوئی جن میں ایک دشمن ماہانہ قتل ہوا۔ یہ اس حکمت کا اصول ہے جو آپ ﷺ کے پیش نظر انسانی خون کے احترام کی تھی۔"(۳۳)

نبی ﷺ کی داخلی سیاست کا ایک قابل ذکر پہلو معاشرتی تطہیر تھی کہ مدینہ کو آپ نے مفسد اور بگاڑ پیدا کرنے والے عناصر سے پاک کیا۔

آنحضور ﷺ کے کاموں میں دینی و دنیاوی ہر دو رخ موجود تھے۔ آپ کی حکومت اور آپ کی سیاست کلی طور پر دینی اثرات ورجحانات کے تابع تھی۔

نبی ﷺ کی وزارت بھی حکمت سے پر تھی اور حکومت بھی۔ آپ نے ملکی تقسیم بھی کی اور وزارتی بھی۔ افسروں کو بھی منتخب کیا جن کو تنخواہ دی جاتیں اور ان کا احتساب بھی کیا۔

نبی ﷺ نے پولیس کو بھی منظم کیا اور بطورِ سیاست دان آپ کا مرکزِ حکومت مسجد نبویؐ تھی۔ آپ تمام وفود قبائل سے یہیں ملاقات فرماتے۔ گورنروں اور عمائدین حکومت کو ہدایات مسجدِ نبویؐ سے روانہ کی جاتیں۔ دین و دنیاوی معاملات طے کئے جاتے۔ ہر قسم کی سیاسی و مذہبی تقاریر کا انعقاد مسجدِ نبویؐ میں ہی ہوتا۔

اُمورِ خارجہ

بطورِ حکمران و سیاست دان سب سے پہلے اُمور داخلہ میں ریاست کے استحکام کا بندوبست کیا۔ آپ نے وہ تمام طریقے اپنائے جن سے استحکامِ ملت ممکن تھا۔ پھر اس کے بعد آپ نے سیاسی حکمت عملی سے دشمن کی قوت کو توڑا۔ اس سلسلے میں آپ نے پہلی تدبیر یہ کی کہ مشرکین پر آپ نے معاشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دباؤ ڈالا۔ اسی طرح اہل مکہ کے حلیفوں سے تعلقات استوار کیے۔ آپ کے مختلف معاہدوں پر نظر ڈالی جائے تو آپ کی سیاست کا یہ اصول بڑا مؤثر ہے۔ بیعتِ عقبہ میں مدینہ والے دراصل قریش سے صلح کے لئے آئے تھے۔ میثاقِ مدینہ میں بھی یہی جذبہ کار فرما تھا جو آپ کی سیاست خارجہ کا شاہکار ہے۔[۳۴]

نبی ﷺ کی سیاست کا اہم شاہکار اس کے بعد صلح حدیبیہ ہے۔ جب مسلمانوں کو دو خطرے تھے۔ آپ نے مکہ کی طرف سے جنگ کو اس صلح کے ذریعے بند کردیا کہ ان کو جانبدار کردیا اور اس معاوضے میں تجارتی راستہ کھول دیا، یہ زبردست فتح تھی جو مسلمانوں کو ملی۔

مسلمانوں کے حالات کے مطابق سیاست دانی کا اقتضا یہی ہو سکتا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک دشمن سے صلح کرلی جائے اور دوسرے کے مقابلے میں اس کو دوست یا طرفدار بنالیا جائے کہ دوسرا خود ہی ہتھیار ڈال دے اور مکہ سے صلح خیبر کے بجائے اس لئے کی گئی کہ مکہ مسلمانوں کے لئے رعایتوں کا مقاضی تھا۔ صلح حدیبیہ سفارتی سرگرمی کا پیش خیمہ تھی جو بعد میں فتح مکہ کی بنیاد بنی۔[۳۵]

حضور ﷺ کی سیاستِ خارجہ کا بہت بڑا اصول اپنی دعوت کو وسیع کرنا تھا چنانچہ اس کے لئے آپ نے دو طریقے اختیار فرمائے: ۱۔ دعوتی خطوط

۲۔ تبلیغ کی راہ میں حائل ہونے والوں کا انتظام

جس وقت نبی ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا، اس وقت حجاز میں قبائلی نظام تھا۔ جس میں مرکزیت کا تصور بھی نہ تھا۔ صرف دو پڑوسی سلطنتیں ایران اور روم تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اندرونِ ملک کے استحکام کے بعد بیرونِ ملک دعوتی خطوط لکھنے شروع کیے۔ آپ کا طریق کار یہ تھا کہ اپنا خط ایک سفیر کو دے کر روانہ فرماتے اور مکتوب الیہ کے ردِ عمل کا انتظار کرتے۔

ان سفراء کے انتخاب میں نبی ﷺ نے اہلیت و شخصیت کے ساتھ زبان دانی اور زبان آوری کا بھی خصوصی لحاظ رکھا۔[۳۶] اس کے علاوہ خارجہ سیاست میں آپ نے تالیفِ قلبی کو بھی ملحوظِ نظر رکھا اور زکوٰۃ کو تالیفِ قلبی کے لئے استعمال کیا۔ یہ رعایت اس لئے تھی کہ اسلام دل میں گھر کرلے گا تو جہاد بھی ہوگا اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی۔ غرض قرآن نے عملی سیاسیات کی جو اہم و دور رس تعلیم دی اور حکمران کو جو صوابدید کا حق دیا وہ نبی ﷺ میں پوری طرح نظر آتا ہے۔

آپ کی سیاست کا سب سے عظیم شاہکار فتح مکہ ہے جو آپ کی دس سالہ مدنی سیاست کا وہ عظیم نتیجہ تھا جس کی بنیاد صلح حدیبیہ کو بنایا گیا تھا۔ اس میں بھی تالیف قلبی کا پہلو تھا۔[۳۷]

نبی کریم ﷺ بطورِ سیاستدان و حکمران عظیم مقنن اور منتظم و مدبر تھے۔ آپ نے آنے والوں کے لئے قابل اتباع نمونہ عمل چھوڑا۔ آپ نے قرآن کی بیان کردہ سیاست کو عملی سیاست بنایا اور آپ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائم کردہ اصولِ سیاست آج بھی اس معاشرہ کو اس عروج کی بلندی پر پہنچا سکتے ہیں۔ افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو ان کو چھوڑ کر مغربی تقلید میں گوشہ عافیت تلاش کر رہے ہیں!

حوالہ جات

۱۔ القرآن الحکیم، ۴(النساء): ۶۴
۲۔ القرآن الحکیم، ۴(النساء): ۸۰
۳۔ القرآن الحکیم، ۴۸(الفتح): ۱۰
۴۔ القرآن الحکیم، ۳۳(الاحزاب): ۳۶
۵۔ القرآن الحکیم، ۴۷(محمد): ۳۳
۶۔ خالد علوی، حفاظت حدیث، ص۔ ۵۰
۷۔ خالد علوی، انسان کامل، ص۔ ۳۶۰
۸۔ ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج۱، ص ۱۲۸
۹۔ ابن ہشام، سیرۃ النبویۃ ج۱، ص ۲۰۹
۱۰۔ محمد حسین ہیکل، حیات محمد ﷺ، ص ۲۸۱
۱۱۔ محمد علی کرد، الاسلام والحضارۃ العربیۃ، ص ۳۳۲
۱۲۔ سیرۃ النبویۃ، ج۱، ص ۳۱۰۔ ۳۳۹
۱۳۔ طبقات الکبریٰ، ج، ص ۲۰۳۔ ۲۰۷
۱۴۔ انسان کامل، ص ۳۶۶
۱۵۔ ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی، عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی، ص ۲۹۵
۱۶۔ طبقات الکبریٰ، ج۱ ص ۲۳۹
۱۷۔ حیات محمد ﷺ، ص ۴۸۱
۱۸۔ ایضاً، ص ۴۸۴
۱۹۔ سیرۃ النبویۃ، ج۲، ص ۲۳۲
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۴۸
۲۱۔ عہدِ نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۸۲
۲۲۔ طبقات الکبریٰ، ج۲، ص ۲۹
۲۳۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۸۲
۲۴۔ حیات محمد ﷺ، ص ۲۲۷
۲۵۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، ص ۵۱۷
۲۶۔ عبد الرحمٰن عزام بک، تاجدار دو عالم، ص ۱۶۱
۲۷۔ القرآن الحکیم، ۲۲(الحج): ۴۱
۲۸۔ مولانا حامد الانصاری، مسلمانوں کا نظام حکومت، ص ۸۱
۲۹۔ سیرۃ النبویۃ، ج۴، ص ۵۵
۳۰۔ ایضاً، ج۲، ص ۶۰
۳۱۔ انسان کامل، ص ۳۷۸
۳۲۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، ج۷ (کتاب الفضائل) ص ۲۶۵
۳۳۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۶۵
۳۴۔ ایضاً، ص۔ ۲۶۹
۳۵۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صدیقی، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۸۹
۳۶۔ الاسلام والحضارۃ العربیۃ، ص ۱۰۰
۳۷۔ عہدِ نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۲۶۱

اعلان مولانا عبد الرحمٰن کیلانی کی مفصل تفسیر بنام تیسیر القرآن جس پر ادارہ محدث میں ۲ سال سے کام جاری تھا، دسمبر ۹۹ء کے پہلے ہفتے میں چھپ کر مارکیٹ میں آگئی ہے۔ اس تفسیر پر مولانا عبد الوکیل علوی نے تحقیق کی ہے جبکہ پروفیسر نجیب الرحمٰن کیلانی اور ڈاکٹر حبیب الرحمٰن کیلانی کی زیرِ نگرانی اس کی اشاعت کے مراحل طے پائے ہیں۔ ۶۸۰ صفحات پر مشتمل جلد اوّل کی قیمت صرف ۱۸۰ روپے رکھی گئی ہے۔ حصول کے لئے لاہور میں اس فون پر رابطہ کریں: 5410756, 7280943

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ